تبصرے

سفرنامہ انند رام مخلص | از جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب ایم۔اے پی۔ایچ۔ڈی (کینٹب) صدر شعبۂ عربی فارسی و اردو دہلی یونیورسٹی تقطیع کلاں ضخامت ۲۷۰ صفحات ٹائپ باریک مگر روشن قیمت مجلد چھ روپئے۔

محمد شاہ کا زمانہ سلطنت کے انتہائی زوال کا زمانہ ہے لیکن اس دور میں بھی کچھ ایسے ارباب علم و ادب تھے جن کے دم سے گذشتہ زمانہ کی کلچرل روایات قائم تھیں۔ انھیں لوگوں میں سے ایک انند رام مخلص بھی تھا۔ یہ قوم کا کھتری اور اصل باشندہ سیالکوٹ کے ایک مقام سودہرہ کا تھا۔ علم و فضل کے لحاظ سے اسے اپنے معاصرین میں ایک مرتبۂ خاص حاصل ہے۔ وہ دو سرکاروں کا وکیل ہونے کے باوصف تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا مشغلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دیوان کے علاوہ نثر میں بھی چند مفید اور دلچسپ تاریخی اور ادبی تصنیفات بہ طور یادگار چھوڑی۔ انھیں تصنیفات میں سے اس کا ایک سفرنامہ ہے جس میں اس نے روزنامچہ کی شکل میں اپنے اُس سفر کا حال بڑے دلچسپ پیرایہ میں لکھا ہے جو اس نے نواب سید علی محمد خاں بہادر کی معیت میں دہلی کا کیا تھا۔ یہ سفرنامہ محض روئدادِ سفر نہیں بلکہ اس میں اُس عہد کے سیاسی سماجی اور اقتصادی حالات کے متعلق ایسی قابل قدر معلومات ملتی ہیں جو تاریخ کی کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتی۔ خوش قسمتی سے اس سفرنامہ کا ایک نسخہ خود مخلص کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ تھا۔ زیرِ تبصرہ کتاب یہ وہی نسخہ ہے جس کو جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب نے بڑی قابلیت ولیاقت اور عمدگی و خوش اسلوبی کے ساتھ مرتب و مہذب کیا اور سرکار عالیہ رامپور کی طرف سے شائع کیا گیا۔ علاوہ اصل سفرنامہ کے جس کو آج کل کے جدید مغربی طریقہ کے مطابق اڈٹ کیا گیا ہے۔ شروع میں ایک سو چالیس صفحات کا ایک طویل

اور نہایت فاضلانہ و محققانہ مقدمہ ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے مخلص کے خاندانی حالات، ذاتی صفات و کمالات اور ادبی و شعری امتیازات و تصنیفات پر ناقدانہ گفتگو کرنے کے بعد سفرنامہ کا وسعتِ نظر اور دقتِ نگاہ سے جائزہ لیا ہے اور اس سلسلہ میں سفرنامہ میں جو مخصوص اصطلاحات آئی ہیں ان پر بڑے مفید اور معلومات افزا نوٹ لکھے ہیں اور ساتھ ہی سفرنامہ کی زبان اور اس کے بعض مندرجات پر کلام کیا ہے۔

اصل سفرنامہ کے علاوہ کتاب کا مقدمہ اور سفرنامہ کے حواشی عام اربابِ ذوق کے لئے عموماً اور تاریخ کے طلباء کے لئے خصوصاً نہایت مفید اور بہت قابل قدر ہیں۔ پھر مقدمہ کی زبان بھی ایسی شیریں اور رسیلی ہے کہ پڑھ کر آزاد کے طرزِ نگارش کا لطف آنے لگتا ہے۔

اس موقعہ پر غالباً یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا کہ بعض فارسی تاریخوں میں "الیہ" حال کے معنی میں عام طور پر استعمال ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب صفحہ ۱۹ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس لفظ کی اصل کیا ہے؟ اس کی نسبت یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ دراصل الیہ حالیہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے جیسے فارسی میں طلایہ جو ہراول کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے درحقیقت عربی لفظ طلیعہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ حالیہ سے آلیہ بنا اور پھر لوگوں نے اس کو جار مجرور سمجھ کر الیہ پڑھنا شروع کر دیا اور وہ ہی چل پڑا یہ صرف ہمارا قیاس ہے۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے سفرنامہ کی مشہور شخصیت نواب سید علی محمد خاں بہادر کے حالات و سوانح بڑی تفصیل سے لکھے ہیں لیکن اگر اس کی بھی تحقیق ہو جاتی تو بہتر ہوتا کہ نواب مرحوم کو اور ان کی اولاد کو سید کہنے کی وجہ کیا ہے داؤد خاں نے اس بچہ کو جس جگہ سے لیا اور جس حالت میں اٹھایا اس کے پیش نظر اس امر کی تحقیق اور بھی ضروری ہو جاتی ہے بہرحال ہم ڈاکٹر صاحب کو ان کے اس فاضلانہ علمی کارنامہ پر اور سرکار عالیہ رامپور کو اس معارف پروری و علم نوازی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ کتاب خانہ عالیہ رامپور کے اور نادر و بیش بہا مخطوطات بھی اسی طرح شائع